خاندانی زندگی کا قرآنی اسلوب اور صلہ رحم

ناظمہ بی بی*

خلاصہ:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنا کر اس میں انسان جیسی مخلوق کو آباد کیا اس مخلوق میں فکر احتیاج کو رکھا اور پھر اس احتیاج کی تکمیل کے لیے ایک معاشرہ تشکیل دیا جس میں سب لوگ باہم رہن سہن رکھتے ہیں اور وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اس معاشرے میں اللہ تعالیٰ نے زندگی بسر کرنے کے لیے قرآن کریم جیسی عظیم و منظم کتاب کو عطا کیا اور اس کے اندر کچھ اصول و قواعد بذریعہ وحی نازل فرمائے جن میں سے ایک بہت ہی اہم ترین امر صلہ رحمی ہے جس کے بارے میں قرآن واحادیث میں تاکید کی گئی ہے کہ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کو قرآنی اسلوب کے مطابق گزارے اور اپنی خاندانی زندگی میں صلہ رحمی کو اختیار کرے معاشرے میں موجود مشکلات کے حل کے لیے میں نے اس موضوع کا انتخاب کیا میں نے اس مقالے کے اندر چھ ابحاث کو ذکر کیا ہے بحث اوّل میں مفاہیم شناسی، قرآن کے لغوی و اصطلاحی معانی، خاندان کے معانی، تعریف، زندگی کے معانی، اسلوب اور رحم اور صلہ کے معانی اور صلہ رحمی کی تعریف کو بیان کیا بحث دوم میں صلہ رحمی کی اہمیت وضرورت قرآن اور روایات کی نظر میں بیان کیا اور بحث سوم کے اندر اسلام میں صلہ رحمی پر تاکید کے راز ذکر کیے اور بحث چہارم کے اندر صلہ رحمی کے دنیا واُخروی آثار اور باہمی یعنی دنیا اور آخرت دونوں سے مربوط آثار کو ذکر بیان کیا ہے اور بحث پنجم میں آکر قطع رحمی کا مفہوم ذکر کیا ہے اور آخری بحث ہشتم میں صلہ رحمی کے اسلوب کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے یعنی کن طریقوں سے صلہ رحمی کو انجام دیا جا سکتا ہے ان کو بیان کیا ہے اور آخر میں نتائج بحث بیان کیے ہیں۔

کلیدی کلمات: خاندان، زندگی اسلوب، صلہ رحم، آثار، طریقے۔

* طالبہ شعبہ معارف وعلوم قرآن جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ، اسلام آباد

مقدمہ:

تمام تر تعریفیں تمام حمد و ثنا ہے اس خالق حقیقی کے لئے کہ جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کی خلقت کا ہدف عبادت اور بندگی کو قرار دیا اور بندگی سکھانے کے غرض سے اوامر و منہیات کی راہنمائی کی اور اس راہنمائی کا انتظام انبیاء کو بھیجنے، کتب آسمانی کے نزول اور تکوینا نعمت عقل و علم کے نوازنے کے ذریعے فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو استعداد سے نوازا کہ وہ علم و عقل کی روشنی میں کمال حقیقی تک رسائی حاصل کرے۔ انسانی کمال ایمان و عمل صالح میں مضمر ہے۔ جس میں دونوں کی اپنی حیثیت ہے مگر ایمان وہ اساس ہے جس پر عمل کی عمارت استوار ہوتی ہے اور جب انسان عمل کو خالصتاً خدا کے لئے کرتا ہے تو وہ کمال کو حاصل کر لیتا ہے لیکن اس کے کمال تک پہنچنے کے لیے کچھ مقدمات کا فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے جیسے ایک آزاد، باصلاحیت ،صاحب ارادہ، عاقل اور صاحب اختیار ہستی ہونے کی حیثیت سے انسان کو تربیت اور خود سازی کی ضرورت ہے۔ دنیا و آخرت میں انسان کی خوش بختی اور منزل کمال تک اس کی رسائی کا راز صرف اس نقطے میں پنہاں ہے کہ وہ اخلاقی کمال سے متصف ہو اور اخلاقی بُرائیوں سے اجتناب کرے انہی اخلاقی صفات میں سے ایک بہت ہی اہم صفت صلہ رحمی ہے جو ہر انسان کے کے لیے لازمی وضروری ہے کہ اس کو معاشرے میں تمام لوگوں کے درمیان قائم کرے اور جو شخص صلہ رحمی کو قائم نہیں کرتا وہ شخص اخلاقی بُرائیوں میں سے ایک بدترین اخلاقی صفت قطع رحمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کی شدید مذمت کی گئی ہے اسلام انسانوں کے لئے ایک انتہائی باہمی رحم و کرم اور عطف و مہربانی والا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کی قیادت و سیادت محبت و بھائی چارے کے ہاتھ میں ہو۔ اور خیر و بھلائی اور عطا و کرم کا اس پر راج ہو جو کہ اللہ کے خوف و تقوی اور صلہ رحمی کے نتیجہ میں سعادت و خوشحالی پاتا ہے۔ اسلام نے خاندان کی جڑیں مضبوط کرنے اور اس کی عمارت کو پائیدار بنانے کا خاص اہتمام کیا ہے اور صلہ رحمی کی طرف ترغیب دلائی ہے تاکہ انسان اپنی زندگیوں کو قرآن کے بتائے گئے سنہری اصولوں کے مطابق گزارے اور اپنی خاندانی زندگی میں صلہ رحمی کو قائم رکھے اور اگر ہر انسان ان قرآنی اسلوب پر عمل کرے تو انسانی معاشرہ ترقی و کمال کو آسانی سے حاصل کرے گا اور یہی انسان کی خاندانی زندگی کی خوشحالی کا سبب ہے۔

موضوع کی اہمیت وضرورت

صلہ رحمی ایک بہت ہی اہم امر ہے جس کے قائم کرنے پر قرآن وروایات میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور صلہ رحمی کو انجام دینے والے کے لیے بہت سی دنیاوی واخروی آسانیاں ہیں صلہ رحمی کا مادی ومعنوی بہت زیادہ ثواب ہے۔ یہ تعلق اتنا اہم ہے کہ علماء کا اجماع ہے انسان کے لیے خاندان ایک چھوٹا سا اجتماع ہے کہ جس میں خاندان کے افراد پہلے درجہ میں خونی وعاطفی روابط رکھتے ہیں اور ان افراد کے درمیان اتفاق وسلوک اور صلہ رحمی پیار ومحبت کا ہونا بہت ضروری ہے اگر انسان معاشرے اور خاندان میں صلہ رحمی نہ ہو تو اس میں رہنے والے ہر فرد کا سکون تباہ وبرباد ہو جاتا ہے اور انسان کے درمیان روابط ختم ہو جاتے ہیں خاندان کا ہر فرد ان روابط میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور خاندان کے ہر فرد کے خاص حقوق وفرائض ہوتے ہیں ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ دوسروں کی مدد کرے اور سب کے ساتھ محبت سے رہے اور ان کی ضرویات کا خیال رکھے میں نے اس لیے اس موضوع کا انتخاب کیا ہے کہ اس موضوع پر دور حاضر میں کام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہمارا معاشرہ سائنس کی ترقی کے ساتھ قرآنی اسلوب سے دور ہوتا جارہا ہے اور کسی کو کسی دوسرے کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور لوگوں کے درمیان بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ میں اس کی اہمیت وضروت کو جان سکوں اور اسے اپنے معاشرے میں قائم کر سکوں۔

کلیات ومفاہیم شناسی

خاندان کا لغوی واصطلاحی معنی

خاندان کے لغوی معنٰی

خاندان کو عربی میں ''اہل بیت'' کہتے ہیں اس کا معنٰی: رشتہ دار، کنبہ، بیوی بچے و۔۔۔[1] اسی لئے کسی فرد کے اہل خانہ کو ''اہل الرجل'' کہا جاتا ہے۔

[1] خلیل، فراہیدی، کتاب العین، ج ۴ ص ۸۹، ابن فارس، اِحمد بن فارس، (محقق / مصحح: ہارون، عبد السلام محمد)، معجم المقاییس اللغۃ، ج ۱ ص ۱۵۰۔

خاندان کے اصطلاحی معنٰی

اصطلاح میں ''خاندان''کسی فرد کے اہل خانہ یا قریبی افراد ہوتے ہیں۔[1] کیونکہ ''اہل'' کا مطلب ہوتا ہے لائق ہونا، دوسرے لوگوں سے زیادہ کسی کے لئے خاص ہونا جیسا کہ ارشاد خداوند کریم ہے: هُوَ أَهْلُ التَّقْوى، وَ أَهْلُ الْمَغْفِرَةِ[2]؛ وہی ڈرانے کا اہل اور مغفرت کا مالک ہے۔

خاندان کی تعریف

خاندان ایک اجتماعی گروہ کا نام ہے جس کا مقصد لوگوں کی روحی اور ذہنی سلامتی کو برقرار رکھنا ہے۔ [3]

زندگی کے لغوی واصطلاحی معنٰی

الف: زندگی کے لغوی معنی

زندگی کو عربی میں ''حیاۃ'' کہتے ہیں۔ اہل لغت نے'' الحَیَاۃ '' کے معنی کچھ اس طرح سے بیان کیے ہیں:'' الحَیَاۃ'':

صاحب القاموس کے مطابق نشونما ،بقااور منفعت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ [4]

فالحیاۃ وهُوَ ضدالموت؛حیات یعنی موت کی ضد ہے۔[5] زندگی، زندہ رہنااور اس کو کمال کی طرف رشد و تحرک اور احساس کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ جلدی کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[6]

---

[1]۔ خلیل، فراہیدی، کتاب العین، ج ۴ ص ۸۹۔

[2]۔ سورہ مدثر آیہ ۵۶

[3]۔ غلام مرتضٰی انصاری، خاندان کے اخلاق و فرائض، ص ۲۔

[4] وحید الزمان قاسمی کیرانوی، وحید الزمان، (مترجم: عمید الزمان قاسمی کیرانوی)، القاموس الوحید، ص ۴۰۱

[5] ابی الحسن احمد ابن فارس زکریا، (مترجم: شہاب الدین ابو عمرو)، معجم المقاییس فی اللغۃ، بستانی، فواد افرام، فرہنگ ابجدی، چ: ۵ ۱۲۷ء، ص ۲۶

[6] ابو الفضل: محمد بن مکرم، لسان العرب، ، ص ۲۱۱

زندگی کے اصطلاحی معنیٰ

زندگی کا اصطلاحی معنی کچھ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ''صفة وجودیة توجب للمتصف بها ان یعلم و یقدر و الحیاة الدنیا هی ما تشتعل العبد عن الاخرة[1] ''؛ ''حیات ایک وجودی صفت ہے کہ جو سبب بنتی ہے کہ موصوف جان لے اور قدرت حاصل کرے اور دنیوی زندگی سے مراد یہ ہے کہ آخرت سے روگردانی کرے''۔ زندگی کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے کہ ''یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اسْتَجِیبُوا لِلَّهِ وَ لِلرَّسُولِ إِذا دَعاکُمْ لِما یُحْیِیکُمْ ''[2]؛ ''اے ایمان والو اللہ و رسولؐ کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں اس امر کی طرف دعوت دیں جس میں تمہاری زندگی ہے''۔

زندگی کا مفہوم بعض اوقات سبزہ زار کی حیات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے۔ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ یُحْیِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا[3]؛ ''یاد رکھو کہ خدا مردہ زمینوں کا زندہ کرنے والا ہے اور ہم نے تمام نشانیوں کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لے سکو''۔ آیۃ اللہ شہید مطہری زندگی کے بارے میں فرماتے ہیں انسان کی زندگی دو ادوار میں تقسیم ہوتی ہے ہر دور کو ایک روز کہا جاتا ہے، ایک وہ دن اور زمانہ ہے جو اول اور ابتداء ہے جس نے ختم ہونا ہے یعنی دنیا کا دور اور دوسرا وہ دن اور زمانہ ہے جو آخر ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں، یعنی آخرت کا دور۔[4]

اسلوب کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ

اسلوب کے لغوی معنی

اسلوب عربی زبان کا لفظ ہے الأُسْلُوب جس کی جمع أَسَالِیب ہے اور اس کی اصل ''سلب'' ہے صاحب فرہنگ ابجدی نے اس کا معنی راہ و روش، فن گفتار و یا کردار بیان کیا ہے۔[5] روش، شکل و

---

[1] قاضی عبد النبی احمد نگری، ج۲ ص ۷۰

[2] سورہ انفال آیت ۲۴

[3] سورہ حدید آیت ۱۷

[4] مرتضیٰ مطہری، ابدی زندگی اور اُخروی زندگی، ج ۱۳، ص ۷

[5]، فواد افرام ، بستانی، فرہنگ ابجدی، ص ۶۵؛ اصفہانی ، راغب حسین بن محمد ، (مترجم : محمد عبدہ فیروز پوری)، مفردات القرآن، ج ا، ص ۵۱۷۔

ہیئت ؛(شکل صورت میں کس قدر خوبصورت ہے)اس معنیٰ[1] میں جناب فواد بستانی نے استعمال کیا ہے۔[1] ترتیب، طریقہ کواسلوب کہاجاتاہے۔[2]

اصطلاحی معنی

''اسلوب'' عربی زبان کالفظ ہے جس کا معنیٰ[1] یہ ہے کہ کسی فرد، گروہ یامعاشرے کے زندگی گزارنے کاطور طریقہ اور سلیقہ۔اوراسے فارسی میں طرز کہاجاتاہے۔[3]

صلہ کے لغوی معنٰی

صِلَہ: ص،لَہ سے ہےاس کے معنٰی:انعام،عطا،تحفہ،ہدیہ (۲)بدلہ اجر، جزائے نیک ہیں۔[4]

رحم کے لغوی واصطلاحی معنٰی

رحم کے لغوی معنٰی

رَحم : کی اصل ر،ح اورم ہیں اوراس کے متعدد معنٰی ہیں کرم،مہربانی،دیا،بخشش وعفو، ترس،ہمدردی۔[5]

رحم کے اصطلاحی معنٰی

''رَحِم'' سے تشکیل پائی ہے صلہ کا معنی دو چیزیں آپس میں ملنے کو کہا جاتا ہے۔[6] رحم، ''صلہ رحم''میں رشتہ داری کے لئے استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔[7]

رحم سے مراد

رشتہ داری کی دو قسمیں ہیں نسبی اور سببی۔

---

[1]، فواد افرام ، بستانی، فرہنگ ابجدی، ص۲۳۶

[2]ابوالفضل عبدالحفیظ، بلیاوی، ص۵۰۸؛جوہری ،اسماعیل بن حماد، ص۷۶۳؛ابوالفضل، محمد بن مکرم ،ج۳، ص۱۷ ۲۳

[3]میریام وبستر، merrian - websters collegiate dictionary

[4]۔ایضاً: ۹۱۵۔

[5]۔ مولوی فیروز الدینؒ، فیروز اللّغات، ص۷۴۷۔

[6]۔ علی اکبر؛ دہخدا، لغت نامہ،،ج۷، ص۱۰۵۱۹

[7]علی؛ نمازی، مستدرک سفینۃ البحار، ج۴، ص ۱۱۲.

نسبی

نسبی رشتہ داری سے مراد وہ رشتہ ہے جو نطفہ، خون اور بطن کی وحدت سے وجود میں آئے اس قسم کے رشتہ داروں کو رحم کہتے ہیں۔

سببی

سببی رشتہ داری یہ ہے جو شادی و نکاح کے ذریعے حاصل ہو۔ مثلاً میاں بیوی اور ان دونوں کے رشتہ داروں کا آپس میں رشتہ وغیرہ۔۔۔۔[1]

صلہ رحمی سے مراد

صلہ رحمی سے مراد عزیز و اقارب سب کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کا خیال رکھنا ہے ان لوگوں کا حق دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ میں نسبی رشتہ داروں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے چناچہ اگر کسی شخص کے اوپر مالی واجبات ہوں اور اس کے رشتہ داروں میں مستحق افراد موجود ہوں تو انہیں دوسروں پر مقدم رکھنا چاہیے قرآن مجید نے رشتہ داروں کی مدد کرنے کو مالداروں کی مالی ذمہ داریوں میں شامل قرار دیا۔[2]

صلہ رحمی کی تعریف

عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، ان سے ملنے اور ان کی مدد کرنے کو صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔[3] اللہ تعالی کے بعض نام اور صفات جیسے رحمن اور رحیم کے اصلی حروف رحم کے ساتھ ایک ہیں اور ایک ہی لفظ سے بنے ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں آیا ہے: أنا الرحمنُ خلقتُ الرَّحم و شققتُ لها اسماً من اسمی فَمَن وَصَلَها وَصَلْتُه وَ مَنْ قَطَعَها قَطَعْتُه ’’میں رحمن خدا ہوں اور میں نے رَحِم کو خلق کیا ہے اور اس کا نام اپنے نام سے رکھا ہے؛ پس جو بھی صلہ

---

[1]۔ آیت اللہ علامہ مہدوی کنی قمی، ص۲۹۶۔

[2]۔ ایضاً۔

[3]۔ طاہری خرم آبادی، ص ۱۲۔، دہخدا، ج ۷، ص۱۰۵۱۹۔

رحمی کرے گا اس کو اپنی رحمت سے متصل کردونگا اور جو بھی قطع رحمی کرے گا اسے اپنی رحمت سے دور کردونگا"۔[1]

صلہ رحمی کی فضیلت

روایت ہے عبداللہ بن عمروؓ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ صلہ رحم کرنے والا وہ نہیں کہ بدلہ دے نیکی کا بلکہ وہ ہے کہ جب کاٹا جائے ناتا اُس کا وہ جوڑے اس کو، یعنی صلہ رحم یہ نہیں کہ جو ناتے دار تم سے احسان اور بھلائی کرے تم بھی اس کا بدلہ لو ۔

بلکہ صلہ رحم یہ ہے کہ جو ناتے دار تم سے بدسلوکی کرے اور قرابت کا حق نہ سمجھے اس سے بھی تم حق قرابت ادا کرو۔[2]

رشتہ داروں میں والدین کا مقام قرآن مجید میں بہت اہمیت کا حامل ہے انسانی نسل کی بقا اور اس کے باقی رہنے کا فطری وقدرتی طریقہ یہ ہے کہ آدمی ماں باپ کے ذریعہ سے وجود میں آتا ہے جو اس کی تعلیم وتربیت کر کے اسے پروان چڑھاتے ہیں یہ ایک فطری نظام ہے جو خالق نے جاری کیا یہی وجہ ہے کہ قرآن خالق کائنات کے فرائض بندگی ادا کرنے کا حکم دیتا ہے والدین سے حسن سلوک اور بھلائی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے[3]: وَقَضَىٰ رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَکَ الْکِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ کِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا کَرِيمًا؛ اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اگر تمہارے سامنے ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار ان سے اُف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ گفتگو کرتے رہنا۔[4]

---

[1]۔ محمد تقی، مجلسی، بحارالانوار، ج ۷۴ ص ۱۸۷۔

[2]۔امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، مترجم: بدیع الزمان، برادر وحید الزمان، ج ا، ص ۶۶۸۔

[3]۔آیت اللہ شیخ محمد حسین نجفی، فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن، ج ۹، ص ۱۹۲۔

[4]۔ سورہ اسراء آیہ نمبر ۲۳

صلہ رحمی کی اہمیت وضرورت

قرآن کی نظر میں

اخلاقی افعال میں سے ایک فعل، صلہ رحمی یا اپنے رشتہ داروں سے میل جول اور ان سے اچھا سلوک روا رکھنا ہے یہ وہ اخلاقی خوبی ہے جو ہر سلیم الفطرت انسان کی نظر میں پسندیدہ ہے یہ انسانی فعل، نہ فقط بنی نوع انسان کی نظر میں بلکہ انسان کے خالق کی نظر میں بھی ایک نیک اور پسندیدہ کام ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں واضح طور پر اس کام کی انجام دہی کا حکم آیا ہے اور خداوند تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں نہ فقط اس نیکی کا حکم دیا ہے بلکہ جو لوگ صلہ رحم انجام دیتے ہیں ان کی تعریف و تحسین بھی بیان کی ہے خداوند عالم صلہ رحم انجام دینے والوں کے کام اور ان کے اخروی مقام کا تعارف ان الفاظ میں کرواتا ہے۔[1]

أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُواْ الأَلْبَابِ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَلاَ يِنقُضُونَ الْمِيثَاقَ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الحِسَابِوَالَّذِينَ صَبَرُواْ ابْتِغَاء وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَأَنفَقُواْ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلاَنِيَةً وَيَدْرَؤُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُوْلَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالمَلاَئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍسَلاَمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ[2]

”کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ برحق ہے، اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نابینا ہے؟ نصیحت تو بس عقل والے ہی قبول کرتے ہیں، جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور پیمان کو نہیں توڑتے اور اللہ نے جن رشتوں کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں قائم رکھتے

[1] ۔ شیخ محمد حسنین، اسلام اور اخلاقی اقدار، ص ۳۰۔

[2] ۔ سورہ رعد آیہ، ۱۹ تا ۲۴۔

ہیں اور اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور برے حساب سے بھی خائف رہتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو روزی ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے ذریعے برائی کو دور کرتے ہیں آخرت کا گھر ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے یعنی ایسی دائمی جنتیں ہیں جن میں وہ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے آباواجداد اور ان کی بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔:(اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو یہ تمہارے صبر کا صلہ ہے، پس عاقبت کا گھر کیا ہی عمدہ گھر ہے۔

اس کا مطب یہ ہوا کہ مذکورہ آیت کی روشنی میں، صلہ، رحمی ایک ایسا کام ہے جو انسانی عقل و بصیرت تقاضوں کے عین مطابق اور ایک پسندیدہ کام ہے ایسے کام کا انجام دینے والا، لائق تحسین وستائش ہے یہ نکتہ اس آیہ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُواْ الأَلْبَابِ الَّذِينَ يُوفُونَ۔۔۔۔۔ سے بخوبی قابل اخذ ہے اس کے مقابلے میں وہ شخص جو یہ کام انجام نہیں دیتا، درحقیقت، اندھا، بے بصیرت اور قابل سر زنش ہے یہ نکتہ نہ فقط مذکورہ آیات سے قابل استفادہ ہے بلکہ بعد کی آیات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللّهُ: وہ ان رشتہ دار و کو قائم رکھتے ہیں جن کو قائم رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا آیت کے اطلاق میں وہ تمام رشتے شامل ہیں جنہیں قائم رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ان میں صلہ رحمی شامل ہے اور صلہ ولایت بھی اس کے واضح مصادق میں سے ہے۔یعنی صلہ آل محمدؐ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے: یہ آیت آل محمد سے صلہ رحمی کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے اور یہ خود تیرے رشتوں کے بارے میں بھی ہے ایسا نہ ہو کہ تم آیت کو ایک ہی مصداق میں بند کرو۔[1]

[1]۔ شیخ محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳ ج ۴ ص ۲۸۷۔

امام صادقؑ کی زبانی منقول ہے کہ میرے جد امجد حضرت امام زین العابدینؑ نے میرے والدؑ سے فرمایا تھا: اے پیارے فرزند! قاطع رحم کی دوستی سے پرہیز کرنا۔ قرآن مجید میں تین مقامات پر میں نے اسے ملعون پایا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔[1]

وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ اللهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ أُوْلَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ[2]

اور جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں منقطع کر دیتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لیے ٹھکانا بھی برُا ہو گا۔

اس آیت میں رشتہ داری کے رشتے کے توڑنے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے اور ملعون یعنی خدا کی بارگاہ سے دھتکارا ہوا اور لوگوں کے لیے قابل نفرت۔ پس پتہ چلا کہ صلہ رحم ایک اخلاقی نیکی اور ایک اخلاقی فعل ہے کیونکہ انسان یہ کام اپنے ارادے اور اختیار سے انجام دیتا ہے، اس کی انجام دہی پر قابل ستائش ہے اور ترک پر خدا کے ہاں ملعون اور خلق خدا کے ہاں منفور ہے۔

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاء ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ[3]

یقیناً اللہ عدل اور احسان اور قرابتداروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے شاید تم نصیحت قبول کرو۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِى تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيكُمْ رَقِيبًا[4]

اور اس خدا سے بھی ڈرو جس کے ذریعہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتداروں کی بے تعلقی سے بھی اللہ تم سب کے اعمال کا نگراں ہے۔

---

[1] شیخ عبد علی الحویزی، مترجم: محمد حسن جعفری، نور الثقلین، ج ۴ ص ۵۳۵۔

[2] سورہ رعد، ۲۵۔

[3] سورہ نحل: ۹۰۔

[4] سورہ نساء: آیہ ا۔

تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَ بِالْوَالِدَينِ إِحْسَانًا وَ ذِی الْقُرْبَیٰ وَ الْيَتَامَیٰ وَالْمَسَاكِينِ وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا[1]

خبردار خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ قرابتداروں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا لوگوں سے اچھی باتیں کریں۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِی الْقُرْبَیٰ وَالْمَسَاكِينَ وَ الْمُهَاجِرِينَ فِی سَبِيلِ اللَّهِ[2]

اور خبردار تم میں سے کوئی شخص بھی جسے خدا نے فضل اور وسعت عطا کی ہے یہ قسم نہ کھالے کہ قرابتداروں اور مسکینوں اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ کوئی سلوک نہ کرے گا۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَينِ إِحْسَانًا وَ بِذِی الْقُرْبَیٰ وَ الْيَتَامَیٰ وَ الْمَسَاكِينِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبَیٰ وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورً

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اور قرابتداروں کے ساتھ اور یتیموں، مسکینوں، قریب کے ہمسایہ، دور کے ہمسایہ، پہلو نشین، مسافر غربت زدہ، غلام و کنیز سب کے ساتھ نیک برتاؤ کرو کہ اللہ مغرور اور متکبر لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔[3]

اس موضوع کو قرآن میں بار بار تکرار کرنا اس کی اہمیت کی دلیل ہے۔ قرآنی آیات کے مطابق قیامت میں صلہ رحمی کے بارے میں سوال پوچھا جائے گا اور قطع رحمی کرنے والے ملعون جانے گئے ہیں اور اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے کان اور آنکھ کو حقیقت کی پہچان سے محروم کرنے کی دھمکی دی ہے۔

[1]۔ سورہ بقرہ: آیہ ۸۳۔

[2]۔ سورہ نور آیہ ۲۲۔

[3]۔ سورہ نساء آیہ ۳۶۔

احادیث کی نظر میں

صلہ رحمی، رشتہ داروں کا احترام اور ان کی مدد کرنے پر قرآن کی مختلف آیات اور معصومینؑ کی متعدد احادیث میں زیادہ تاکید ہوئی ہے۔

اہل بیتؑ کی روایات اور سیرت میں بھی رشتہ داروں کی مدد، ان کی حمایت اور ان سے محبت کرنا واضح اور آشکار ہے۔ اور رشتہ داروں سے تعلقات ختم کرنے کو بڑی شدت سے منع کیا گیا ہے۔ روایات میں قطع رحمی کو معاشرہ اور افراد کا اللہ تعالی کی رحمت سے دوری کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ روی عن النبیﷺ: لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ الرَّحِمِ: اللہ تعالی اپنی رحمت کو اسی قوم سے روکتا ہے جو رشتہ داروں سے رابطہ کاٹنے والی ہے۔[1]

نبی اکرم سے سے ایک حدیث نقل ہے کہ جس میں صلہ رحمی کو اخلاقی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ "يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ مِنْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَ تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَ تَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ"[2] یعنی: اے علی! تین کاموں کا شمار اخلاقی خوبیوں میں سے ہوتا ہے۔

۱۔ جو آپ سے قطع رحم کرے اس سے صلہ رحمی کرو۔

۲۔ جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو۔

۳۔ جو تم پر ظلم کرے اسے بخش دو۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع مَا نَعْلَمُ شَيْئاً يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا صِلَةَ الرَّحِمِ حَتَّى إِنَّ الرَّجُل يَكُونُ أَجَلُهُ ثَلَاثَ سِنِينَ فَيَكُونُ وَصُولًا لِلرَّحِمِ فَيَزِيدُ اللَّهُ فِي عُمُرِهِ ثَلَاثِينَ سَنَةً فَيَجْعَلُهَا ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِينَ سَنَةً وَ يَكُونُ أَجَلُهُ ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِينَ سَنَةً فَيَكُونُ قَاطِعاً لِلرَّحِمِ فَيَنْقُصُهُ اللَّهُ ثَلَاثِينَ سَنَةً وَ يَجْعَلُ أَجَلَهُ إِلَى ثَلَاثِ سِنِينَ[3]

[1] ۔ نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل، ج ۱۵ ص ۱۸۴۔

[2] ۔ ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحف العقول، ص ۷۔

[3] ۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ص ۱۵۳، ۱۵۲

امام صادقؑ فرماتے ہیں ”صلہ رحمی کے علاوہ کسی اور چیز کا ہمیں ایسی نہیں جو (مستقیم) عمر کو زیادہ کرتی ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی کی عمر صرف تین سال باقی رہی ہو اور وہ صلہ رحمی کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال اور اضافہ کرتا ہے اور 33 سال زندہ رہتا ہے۔ اور کبھی کسی عمر 33 سال باقی ہے لیکن رشتہ دار سے رابطہ کاٹنے کی وجہ سے عمر کم ہوتی ہے اور تین سال کے بعد موت آجاتی ہے۔

روایات کے مطابق اللہ تعالی کی نظر میں صلہ رحمی کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اگر کوئی فاسق بھی اپنے رشتہ داروں سے اچھا رابطہ رکھے تو اللہ تعالی اس کی بھی روزی میں اضافہ کرتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں اگر کوئی نماز اور روزہ کا پابند شخص رشتہ دار سے رابطہ کاٹے تو آخرت کی عذاب کے علاوہ اس کی عمر اور روزی میں کمی آجائے گی۔[1]

حسن بن علیؑ حضرت امام جعفر صادقؑ کے چچازاد بھائی تھے وہ انتہائی دلیر انسان تھے لوگ انہیں رمح آل ابو طالب (آل ابو طالب کا نیزہ) کہتے تھے اور اس کو حسن افطس بھی کہتے تھے جب عبداللہ محض نے (جو حضرت امام حسنؑ کے پوتے تھے) منصور دوانقی کے خلاف خروج کیا تھا تو یہ بھی انہی کے ساتھ تھے اسی عنوان پر اسے امام جعفر صادقؑ سے شدید کدورت تھی، معاملہ یہاں تک جا پہنچا تھا کہ ایک دفعہ اس نے چاقو نکال کر امامؑ پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ امامؑ کی کنیز سالمہ بیان کرتی ہے جب امامؑ کی شہادت کا وقت قریب تھا تو میں امامؑ کی عیادت کے لیے وہاں موجود تھی امامؑ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ستر ہزار دینار حسن افطس کو دے دینا میں نے عرض کیا: آقا! کیا ایسے شخص کو ستر ہزار دینار دیئے جائے جس نے آپ پر چھری سے حملہ کیا اور آپ کو شہید کرنے کا خواہش مند تھا؟ آپؑ نے فرمایا: کیا تجھے پسند نہیں ہے کہ میں اُن لوگوں میں سے بنوں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ”وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الحِسَابِ[2] اُن کی روش یہ ہوتی ہے کہ اللہ نے جن جن روابط کو برقرار رکھنے کا

[1]۔ مجلسی، محمد تقی، بحار الانوار، ج۷۱، ص۱۳۵، ح۸۸ و ص۱۳۸، ح۱۰۷

[2]۔ سورہ رعد آیہ ۲۱۔

حکم دیا ہے انہیں برقرار رکھتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ کہیں ان سے بری طرح حساب نہ لیا جائے۔ پھر آپؑ نے فرمایا سالمہ سنو! اللہ نے جنت کو پیدا کیا ہے اور اسے پاکیزہ قرار دیا ہے انسان اس کی خوشبو دو ہزار سال کے فاصلے سے محسوس کرتا لیکن قطع رحمی کرنے والے ہے ۔[1]

اسلام میں صلہ رحمی پر تاکید کے راز

اسلام میں رشتہ داروں سے رابطہ برقرار رکھنے کی تاکید کی علت یہ ہے کہ اقتصادی، نظام، معنوی اور اخلاقی حوالے سے ایک عظیم معاشرے کا قیام، اس کی اصلاح، تقویت، تکامل، ترویج اور ترقی کے لئے چھوٹے مجموعوں کی اصلاح ضروری ہے جس سے بڑا معاشرہ خود بخود درست ہو گا۔ اسی حوالے سے اسلام نے ایسے چھوٹے مجموعوں کی اصلاح کا حکم دیا ہے جن کی مدد اور ترقی سے لوگ غافل نہیں ہیں اور صلہ رحمی میں ایسے افراد کی تقویت کا حکم ہوتا ہے جن کا خون ان کی رگوں میں جاری ہے اور ایک ہی گھرانے کے افراد ہیں اور جب یہ گھرانہ اور چھوٹا مجموعہ قوی اور مضبوط ہو گا تو بڑا معاشرہ بھی خود بخود ترقی کے راستے پر گامزن ہو گا۔[2]

فِي خُطْبَةِ فَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيهَا فَرَضَ اللَّهُ صِلَةَ الْأَرْحَامِ مَنْمَاةً لِلْعَدَدِ۔[3]

حضرت فاطمہ زہراؑ کے مشہور خطبے میں نسل زیادہ ہونے کو صلہ رحمی واجب ہونے کی دلیل اور فلسفہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ اور اہل بیتؑ سے تعلق

بعض روایات میں رشتہ داروں سے ارتباط اور صلہ رحمی کے علاوہ آئمہؑ سے رابطہ رکھنے کا حکم ہوا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے بھی ایک روایت میں فرمایا ہے کہ ''میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں۔''[4]

---

[1]۔ مولانا سید علی اکبر صداقت، پانچ سو داستان، ج۱، ص ۳۰۰۔

[2]۔ مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، ناصر، ج۱، ص ۱۵۶۔ ۱۵

[3]۔ بحار الانوار ج ۱۷ ص ۹۴)

[4]۔ عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۹۱

مومن بھائی سے تعلق

آئمہ اطہارؑ کے بعد دینی بھائی سے رابطہ قائم کرنے کا کہا گیا ہے اور اس پر قرآنی آیت دلالت کرتی ہے کہ اِنّما المؤمنونَ إخوةٌ۔[1]؛ بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو تکلیف پہنچے تو اس کی وجہ سے دوسرے رات کو آرام نہیں کرتے ہیں۔[2] دلوں کا ایک دوسرے سے جوڑ، خدا کی یہ عظیم نعمت، اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کے سایہ میں حاصل ہوتی ہی اللہ تعالی مسلمانوں کو اس بات کی تاکید فرماتا ہے کہ میری اس نعمت کو ہمیشہ یاد رکھیں، اس کی قدر جانیں اور اس کا شکر بجالائیں[3] ارشاد فرماتا ہے: "واذكروا نعمة الله عليكم اذكنتم اعداء فا لف بين قلو بكم فا صبحتم بنعمته اخوانا۔"[4] خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں، کیونکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھی پس خدا نے تمہارے دلوں کو الفت کے رشتے میں منسلک کر دیا اور اس کی نعمت کی وجہ سے تم ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔

اسلام نے مسلمانوں کے درمیان رشتہ برقرار کرنے پر اتنا زور دیا ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے کا بھائی بنادیا حقیقت یہ ہے کہ اسلام سارے مسلمانوں کو ایک خاندان قرار دیتا ہے۔[5]

صلہ رحمی کے دنیاوی واُخروی آثار

صلہ رحمی کے اُخروی آثار

صلۂ رحمی کے نتائج اور آثار میں سے بعض دنیا سے اور بعض آخرت سے مربوط ہیں۔ انہی میں سے بعض نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

---

[1] ۔ حجرات/۱۰

[2] ۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، مترجم صادق حسن زادہ، ج۲، ص۱۶۵

[3] ۔ تدوین: اسلامی تحقیقاتی مرکز، مترجم: معارف اسلام پبلشرز، آداب معاشرت، ص۷۔

[4] ۔ سورہ العمران ۱۰۳۔

[5] ۔ قدرت اللہ مشایخی مترجم: نثار احمد زین پوری، آئینہ حقوق، شرح رسالۃ الحقوق، ص۳۲۰۔

۱۔عاقبت بخیر ہونا

پیغمبر اکرمؐ:اَلصَّدَقَةُ عَلی وَجْهِها وَاصْطِناعُ الْمَعْرُوفِ وَ بِرُّ الْوالِدَینِ وَصِلَةُ الرَّحِمِ تُحَوِّلُ الشِّقاءَ سَعادَةً وَتَزیدُ فِی الْعُمْرِ وَ تَقی مَصارِ عَ السُّوءِ؛ **درست صدقہ، والدین** سے نیکی اور صلہ رحمی بد بختی کو خوشبختی میں تبدیل کرتے ہیں اور عمر کو زیادہ کرتے ہیں اور بُرے حادثات سے روکتے ہیں اور برے انجام سے روکتے ہیں۔[1]

۲۔حساب کتاب میں آسانی

امام صادقؑ فرماتے ہیں: صلہ رحمی، موت کو ٹالتی ہے، گھر میں محبت ایجاد کرتی ہے، قیامت کے دن حساب میں آسانی کرتی ہے، اور گناہوں کو کم کرتی ہے۔ پس اپنے رشتہ داروں سے رابطہ قائم کرو اور اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کرو اگرچہ اچھی طرح سے سلام کرنے اور اس کا جواب دینے کی حد تک ہی کیوں نہ ہو۔[2]

۳۔پل صراط سے بآسانی عبور کرنا

امام باقرؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے ایک حدیث نقل کی ہے ’’پل صراط کے دونوں طرف امانت اور صلہ رُحمی ہے۔‘‘

پس جس نے لوگوں کی امانت میں خیانت نہیں کی اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا تو وہ اس پل سے آسانی کے ساتھ عبور کرتا ہوا بہشت میں داخل ہو گا۔ لیکن جس نے امانت میں خیانت کی اور رشتہ دار سے رابطہ قطع کیا اس کا کوئی اور عمل اس کے کام نہیں آئے گا اور وہ جہنم میں پھینکا جائے گا۔[3]

صلہ رحمی انسان کو گناہوں سے دور رکھتی ہے۔[4]

۴۔بہشتی ہونا

جو انسان صلہ رحمی کو قائم کرتا ہے اس کا نتیجہ آخرت میں بہشت کی صورت میں نکلے گا۔[5]

---

[1]۔ پاینده ابوالقاسم، نہج الفصاحہ، ح ۱۸۶۹

[2]۔ بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۹۴

[3]۔ ایضاً: ، ج ۷۱، ص ۱۱۸.

[4]۔ ایضاً: ج ۷۴، ص ۹۴

[5]۔ بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۹۳

۵۔ موت میں آسانی

امام سجادؑ نے ابو حمزہ ثمالی سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالی تمہاری موت اچھی قرار دے اور قیامت کے دن تمہارے گناہ بخش دے تو پس تم نیکی کرو، چھپا کر صدقہ دو اور صلہ رحمی بجالاؤ، یقیناً یہ انسان کی عمر کو زیادہ اور غربت کو ختم کرتی ہے۔[1]

۶۔ سو شہیدوں کا ثواب

پیغمبر اکرمؐ: مَنْ مَشی اِلی ذی قَرابَةٍ بِنَفْسِهِ وَ مالِهِ لِیصِلَ رَحِمَهُ اَعْطاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَجْرَ مِأَةِ شَهیدٍ؛ جو بھی جان اور مال کے ذریعے سے رشتہ داروں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالی اس کو سو شہید کا اجر دیتا ہے۔[2]

۷۔ آسائشوں کی زکات

امام علیؑ: زَکوةُ الْیسارِ بِرُّ الْجیرانِ وَ صِلَةُ الاَرحامِ؛ ہمسائیوں سے نیکی اور صلہ رحمی آسائشوں کی زکات ہے۔[3]

صلہ رحمی کے دنیاوی آثار

۱۔ کینہ سے دوری

امام صادقؑ فرماتے ہیں ''صلہ رحمی اخلاق کو اچھا، ہاتھ کو دینے والا، جان کو پاکیزہ، روزی کو زیادہ، اور موت کو دور کرتی ہے۔''[4]

۲۔ دنیا میں ہی اجر

امام باقرؑ: اِنَّ اَعْجَلَ الْخَیرِ ثَواباً صِلَةُ الرَّحِمِ؛ ہر نیک کام سے پہلے صلہ رحمی کا ثواب انسان تک پہنچتا ہے۔[5]

---

[1]۔ بحار الانوار، ج ۹۳، ص ۱۹۵۔

[2]۔ شیخ صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۔۱۶

[3]۔ غرر الحکم، ص ۵۳، ۵۴۔

[4]۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۱۵۱۔

[5]۔ کافی، ج ۲، ص ۱۵۲، ح ۱۵۔

۳۔ اچھا اخلاق

امام صادقؑ "صلة الارحام تحسن الخلق و تسمح الکف و تطیب النفس و تزید فی الرزق و تنسئ الاجل" صلہ رحمی سے اخلاق اچھا، نفس پاک و پاکیزہ، رزق میں وسعت اور موت میں تاخیر ہوتی ہے۔[1]

۴۔ معاشرے کی رونق

یعنی آبادی بڑھنے کا سبب، قال رسول اللہ ﷺ صله الرحم تعمیر الدیار وتزید فی الاعمار۔۔۔۔ صلہ رحم سے شہروں کی رونق بڑھتی ہے اور آبادی میں اضافہ ہوتا ہے رسولؐ فرماتے ہیں رشتہ داروں سے رابطہ شہروں کو آباد کرتا ہے، عمروں کو زیادہ کرتا ہے، اگرچہ انجام دینے والے نیک لوگ نہ ہوں۔[2]

۵۔ گناہوں سے روکنا

۶۔ نعمتوں کی حفاظت

امام علیؑ فرماتے ہیں "نعمتوں کی حفاظت صلہ رحمی میں نہاں ہے۔"[3]

۷۔ بلا سے دُوری۔[4]

۸۔ فقر کی دوری اور روزی میں اضافہ

رسول اللہؐ کا ارشاد ہے: "صلہ رحمی عمر کو اضافہ اور فقر کو ختم کرتی ہے۔"[5]

قَالَ الحسینُ :مَن سَرَّہ یُنسَاَ فِی اَجَلِهِ وَیُزَادَ فِی رِزقِهِ فَلیَصِل رَحِمه

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: جس کو اس بات پر خوشی ہو کہ اس کی موت میں تاخیر اور اس کے رزق میں زیادتی و برکت ہو وہ صلہ رحم کو انجام دے۔[6]

---

[1] ۔ کافی، ج ۲، ص ۱۵۰ و ۱۵۱

[2] ۔ نمازی، علی، مستدرک سفینة البحار، ج ۱، ص ۵۱۴۔

[3] ۔ ایضاً: ح ۴۹۲۹

[4] ۔ اصول کافی، ج ۲ ص ۱۵۰

[5] ۔ بحار الانوار، ج ۷۱، ص ۱۰۳، اصول کافی، ج ۲ ص ۱۵۰

[6] ۔ جواد محدثی، مترجم: سید ظفر حسین نقوی، مجاہد حسین حر، گہر پارے، ص ۱۸۲۔

دنیاوآخرت کے باہمی آثار

ا۔اللہ سے دوستی اور محبت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص مَنْ ضَمِنَ لِي وَاحِدَةً ضَمِنْتُ لَهُ أَرْبَعَةً يَصِلُ رَحِمَهُ فَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ وَ يَزِيدُ فِي عُمُرِهِ وَ يُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ الَّتِي وَعَدَهُ[1]

آپؐ نے فرمایا: جو شخص مجھے ایک عمل کی ضمانت دیتا ہے میں اسے چار چیزوں کی ضمانت دوں گا۔ جو کوئی صلہ رحمی کرے گا میں اسے دوست رکھتا ہوں اس کی روزی میں اضافہ کرتا ہوں اس کی عمر طولانی کرتا ہوں اور جنت میں بھیجوں گا۔

۲۔اللہ کی حمایت

کسی نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن سے میں رابطے میں ہوں لیکن وہ مجھے ہمیشہ تکلیف پہنچاتے ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ ان سے دور ہو جاؤں توآپؐ نے فرمایا جس نے تجھے محروم رکھا اسے محروم نہ کرو جو تم سے جُدا ہوا اس سے تعلق ختم نہ کرنا، جس نے تجھ پر ستم ڈھایا اسے معاف کرنا، اگرایسا کیا تو اللہ تعالی تمہارا حامی ہو گا۔[2]

۳۔گناہوں کی بخشش۔[3]

۴۔گناہوں کا کفارہ

امام علیؑ: كفّروا ذُنوبَكمْ وَتَحَبَّبوا اِلی رَبِّكمْ بِالصَّدَقَةِ وَ صِلَةِ الرَّحِمِ؛ صدقہ اور صلہ رحمی کے ذریعے اپنے گناہوں کو پاک کرو اور خود کو اپنے پروردگار کے محبوب بناؤ[4]۔

اا۔اعمال کی پاکیزگی[5]

---

[1]۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲؛ ص ۳۷۔

[2]۔ بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۱۰۰۔

[3]۔ایضا

[4]۔ آمدی عبدالواحد محمد، غرر الحکم، ح ۷۲۵۸۔

[5]۔ کافی، ج ۲ ص ۱۵۰

۱۲۔ حاجت روائی

پیغمبر اکرمؐ کا فرمان ہے: جو شخص خود یا اپنے مال کو رشتہ داروں کی خدمت میں استعمال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے سو شہیدوں کا اجر عطا کرتا ہے، اور اس راہ میں جو قدم اٹھاتا ہے چالیس ہزار حسنات عطا کرتا ہے اور چالیس ہزار گناہ معاف کرتا ہے اور اسی تعداد میں اس کے معنوی درجات کو بلند کرتا ہے اور اس کی ستر دنیوی حاجات کو قبول کرتا ہے۔[1]

قطع رحمی کا مفہوم

عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ع قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَمَرَ بِثَلَاثَةٍ مَقْرُونٍ بِهَا ثَلَاثَةٌ أُخْرَى أَمَرَ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ فَمَنْ صَلَّى وَ لَمْ يُزَكِّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ صَلَاتُهُ وَ أَمَرَ بِالشُّكْرِ لَهُ وَ لِلْوَالِدَيْنِ فَمَنْ لَمْ يَشْكُرْ وَالِدَيْهِ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ وَ أَمَرَ بِاتِّقَاءِ اللَّهِ وَ صِلَةِ الرَّحِمِ فَمَنْ لَمْ يَصِلْ رَحِمَهُ لَمْ يَتَّقِ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ.[2]

اللہ نے تقویٰ الہیٰ کے ساتھ صلہ رحمی کو قرار دیا ہے پس جو کوئی صلہ رحمی نہ کرے، اس میں تقویٰ الہیٰ نہیں ہے جس کے نتیجے میں دوسرے اعمال بھی قبول نہیں ہوں گے اس کے دنیا و آخرت کے امور سخت ہوں گے۔

قطع رحمی گناہان کبیرہ میں سے ہے اور قرآن اور روایات میں اس سے سختی کے ساتھ منع ہوئی ہے اور اسے اللہ سے شرک کرنے کے برابر قرار دیا ہے۔ ان آثار میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔ کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا:... قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَأَيُّ الْأَعْمَالِ أَبْغَضُ إِلَى اللَّهِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ...؛ اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے منفور ترین کام کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا۔ پھر کہا: شرک کے بعد کون سا عمل ہے؟ فرمایا: قطع رحمی۔۔۔۔[3]

---

[1] ۔ ایضاً: ج ۷۳، ص ۳۳۵

[2] ۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، الخصال، ج ۱؛ ص ۱۵۶۔

[3] ۔ کافی، ج ۵، ص ۵۸۔

قطع رحمی کے آثار

۱۔اللہ کی لعنت

امام سجادؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پانچ قسم کے لوگوں سے بچے رہو، ان پانچ میں سے ایک گروہ

رشتہ داروں سے رابطہ کاٹنے والے ہیں: رشتہ داروں سے رابطہ کاٹنے والے کی معاشرت سے بچے رہو کیونکہ قرآن نے اسے ملعون کہا ہے اور وہ اللہ کی رحمت سے دور قرار دیا ہے۔[۱]

۲۔دنیوی سزا میں جلدی ہونا

پیغمبرؐ نے فرمایا؛ کوئی بھی ایسی اطاعت نہیں جس کی پاداش صلہ رحمی سے پہلے ملے اور ظلم اور قطع رحمی کی سزا کی طرح جلدی ملنے والی کوئی سزا نہیں ہے۔[۲]

۳۔جنت سے دوری

رسول اللہؐ کا فرمان ہے: ان ريح الجنة توجد من مسيرة ألف عام مايجدها عاق، و لاقاطع رحم.[۳]

۴۔ قطع رحمی کی وجہ سے اعمال کا ضائع ہونا

امام باقرؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے نقل کیا ہے: امام باقرؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ’’پل صراط کے دونوں طرف امانت اور صلۂ رحمی ہے۔ پس جس نے لوگوں کی امانت میں خیانت نہیں کی اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا تو وہ اس پل سے آسانی کے ساتھ عبور کرتا ہوا بہشت میں داخل ہوگا۔ لیکن جس نے امانت میں خیانت کی اور رشتہ دار سے رابطہ قطع کیا اس کا کوئی اور عمل اس کے کام نہیں آئے گا اور وہ جہنم میں پھینکا جائے گا۔[۴]

۱۔ سفینہ البحار، ج ۱، ص ۵۱۴۔

۲۔ نہج الفصاحہ، ح ۲۳۹۸۔

۳۔ بحارالانوار، ج ۸، ح ۱۷۴، اکبر دھقان، مترجم: محمد وزیر حسن، دُرہائے آبدار،

۴۔ ایضاً: ج ۱۷، ص ۱۱۸.

۵۔ رحمت کے فرشتوں سے دُوری

پیغمبرؐ فرماتے ہیں: كلُّ بَيتٍ لايَدْخُلُ فيهِ الضَّيفُ لاتَدْخُلُهُ الْمَلائِكةُ؛ جس گھر میں مہمان نہیں آتے وہاں فرشتے نہیں آتے ہیں۔[1]

۶۔ معاشرے میں ثروت برے لوگوں کے ہاتھ آنا

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: إذا قَطَّعُوا الأْرحامَ جُعِلَتِ الأْمْوالُ فی أيدی الأْشْرارِ؛ جب بھی لوگ رشتہ داروں سے تعلقات ختم کرینگے تو ثروت برے لوگوں کے ہاتھ آئے گی۔[2]

صلہ رحمی کبھی واجب، اور کبھی مستحب ہے۔ دور یا نزدیک کا رشتہ حکم میں موثر ہے۔ سلام کرنا، ایک دوسرے کی خبر لینا، رفت وآمد، ایک دوسرے کی مالی اور جانی (تیمارداری) تعاون کرنا۔[3] بعض فقہا تو اس حد تک کہتے ہیں کہ اگر بعض رشتہ داروں کے گھر جانے سے وہ ناراض ہوتے ہیں یا جانے والے کی اہانت ہوتی ہے تب بھی صلہ رحمی ساقط نہیں ہوتی ہے اور کسی اور طریقے سے ارتباط کو قائم کرنا ضروری ہے۔[4]

۷۔ رحمت الہیٰ کا قطع ہونا

رسول اکرمؐ فرماتے ہی کہ جس قوم میں کوئی قطع رحم کرنے والا ہو تو اس قوم پر عذاب خدا کا نزول ہوتا ہے۔ دین اسلام صلہ رحمی کی تاکید کرتا ہے اگرچہ سلام اور پانی پینے سے ہی کیونہ ہو جب کہ قوم وقبیلہ کے لوگ اس سے قطع تعلق ہی کیوں نہ کر چکے ہوں۔[5]

قطع تعلق کی ممانت

جیسا کہ رسولؐ کریم فرماتے ہیں: کوئی دو مسلمان آپس میں قطع تعلق کرتے ہیں اور تین دن تک ایسے ہی رہتے ہیں تو یہ دونوں اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا اور

---

[1]۔ جامع الأخبار، ص ۳۷۸

[2]۔ کافی، ج ۲، ص ۳۴۸، ح ۸۔ اکبر دھقان، مترجم: محمد وزیر حسن، دُرہائے آبدار۔

[3]۔ طاہری خرم آبادی، ص ۲۹-۵۱، ص ۶۵-۷۹۔

[4]۔ ابوالقاسم خوئی، صراط النجاۃ فی اجوبۃ الاستفتاءات، ج ۳، ص ۲۹۴۔

[5]اکبر دھقان، مترجم: محمد وزیر حسن، دُرہائے آبدار، ۴۹۷۔

بعد میں ان دونوں میں سے جو اپنے دوست کے ساتھ بات کرنے میں پہل کرتا ہے تو وہ جنت میں پہلے جائے گا۔

امام صادقؑ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی مولا! میرے چچا کی اولاد نے مجھ پہ زندگی تنگ کر دی ہے اور مجھے اتنا مجبور کر دیا ہے کہ میں ایک کمرے میں رہنے پر مجبور ہو گیا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں حاکم کے پاس جا کر ان کی شکایت کروں اور ان سے اپنا حق وصول کروں؟

آپؑ نے فرمایا صبر سے کام لو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں اس مشقت سے رہائی دلائے گا پس چند دن گزرے کہ ۱۳۱ھ میں وباء پھیل گئی اور اس کے چچازاد بھائیوں میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ چند دن بعد وہ شخص خدمت امامؑ میں حاضر ہوا امامؑ نے فرمایا کہ تمہارے رشتہ داروں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ وہ سب کے سب مر گئے، آپؑ نے فرمایا: صبر سے کام لو ان کی موت اسی لیے واقع ہوئی کہ انہوں نے تجھ سے قطع رحمی کی تھی اور تم کیا یہ نہیں پسند کرتے چاہے وہ تم پر ظلم کریں پھر بھی زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں میں ان کی موت پر خوش نہیں ہوں۔[1]

امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قطع تعلق کرنے والے قرابتداروں سے صلہ رحم کرنا زیادہ فضیلت اور ثواب رکھتا ہے اور نفس کی اطاعت سے زیادہ محفوظ رکھتا ہے۔

خبردار! قطع رحم نہ کرنا کہ قرابت اللہ کی راہ میں فریادی رہتی ہے کہ پروردگار جو مجھ سے تعلق رکھے تو اس سے تعلق رکھنا اور جو مجھ سے قطع تعلق کر لے تو اس سے قطع تعلق کر لینا۔ میں نے صلۂ رحم کے بے شمار اثرات دیکھے ہیں اور قطع تعلق رکھنے والے کے ساتھ تعلقات کا عجیب و غریب اثر مشاہدہ کیا ہے لہٰذا تم اس باب میں سستی اور کمزوری سے کام نہ لینا اور برابر تعلقات کو استوار رکھنا۔

مفلوک الحال شیعوں کا خیال رکھنا بالخصوص ہمسایہ اور قرابت دار کہ ان کے خیال میں عزت دنیا و آخرت ہے اور مرضیٔ پروردگار بھی ہے۔ امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جناب یعقوب علیہ السلام پر فراق یوسف کی افتاد اس لئے پڑی تھی کہ انھوں نے ایک دنبہ ذبح کیا اور ہمسایہ کے حالات دریافت کئے بغیر استعمال کر لیا حالانکہ ہمسایہ میں ایک شخص فاقہ شکنی کے لئے آذوقہ کا محتاج تھا۔ یہ

[1] مولانا سید علی اکبر صداقت، پانچ سو داستان، ج۱، ص۳۰۰۔

بھی ترک اولیٰ کی ایک قسم ہے جس پر انبیاء کرام (ع) کا امتحان سخت ہو جاتا ہے لہٰذا تم بھی نعمات دنیا سے استفادہ کرنے سے پہلے دوسروں کا لحاظ کرو ورنہ کسی وقت بھی تمہارا امتحان ہو سکتا ہے۔[1]

قطع رحمی دنیا و آخرت میں سزا

عن أبي بكر أن رسول الله ﷺ قال: ما من ذنب أجدر أن يعجل الله لصاحبه العقوبة في الدنيا مع ما يدخر له في الآخرة مثل البغي وقطيعة الرحم؛ ابو بکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغاوت اور قطع رحمی کے علاوہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتے۔ ان دونوں اعمال کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ دنیا میں فوراً سزا دیتا ہے اور آخرت میں بھی اُنہیں سزا ملے گی۔ قطع رحمی کی وجہ سے اعمال قبول نہیں ہوتے "عن أبي هريرة قال سمعت النبي ﷺ يقول: (إن أعمال بني آدم تعرض على الله تبارك وتعالیٰ عشية كل خميس ليلة الجمعة فلا يقبل عمل قاطع رحم۔" ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ کو فرماتے ہوئے سنا بنی آدم کے اعمال جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات کو اللہ تعالیٰ کے پاس پیش کئے جاتے ہیں تو قطع رحمی کرنے والے کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔" اور قطع رحمی کی وجہ سے انسان خدا سے دور ہو جاتا ہے اور اس کو جنت میں بھی داخل نہیں کیا جائے گا۔ "عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلني وصله الله ومن قطعني قطعه الله "حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے۔ جس نے مجھے ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے کاٹ دے گا۔" قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لايدخل الجنة قاطع الرحم"؛ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔[2]

[1]۔ آیۃ اللہ الشیخ عبد اللہ المامقانی طاب ثراہ: مترجم ذیشان حیدر جوادی، آئینۂ اخلاق، ص ۱۰۔

[2]۔ http://magazine.mohaddis.com/shumara/46-nov2009/1143-sila-rehmi-aor-islami-maashra#a8

صلہ رحمی کے اسلوب

صلہ رحمی اس کا نام نہیں ہے کہ انسان رشتہ داروں کے گھر جائے بلکہ اس کے کئی طریقے ہیں ۔اس کا کامل مصداق یہ ہے دوسروں سے پہلے رشتہ داروں کی ضرورت کو پورا کرے اور انہیں خوشحال کرے۔ پس صلہ رحمی اور اس سے رشتہ داروں کی شان کے متناسب ہو چنانچہ بعض اوقات اس سے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا ہو صلہ رحمی کے بعض طریقے ہیں۔ رشتہ دارں کو تکلیف نہ دینا، سلام واکرام کرنا، کھانا کھلانا اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو، بیمار کی تیمار داری کرنا، مراسم عزامیں شرکت کرنا،ان کا دیدار کرنا، ہدیہ دینا، دوسروں سے پہلے ان کی ضروریات کو پورا کرنا۔ صلہ رحمی کا مادی و معنوی بہت زیادہ ثواب ہے۔ یہ تعلق اتنا اہم ہے کہ علماء کا اجماع ہے (قرآن، سنت، اجماع و عقل) کہ یہ ایک اہم دینی واجب ہے۔ اسے پانے کے لیے ایک سال کا سفر کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ مالی امور میں رشتہ داروں کو ترجیح دینے کا حکم ہوا ہے۔ قرآن مجید نے رشتہ داروں کی مالی مدد کو مالی حقوق شمار کیا ہے اور رشتہ داروں کی مدد کو حق قرار دیا ہے: ”و آتِ ذَا القُربی حَقَّهُ و المسکینَ“[1] امام علیؑ فرماتے ہیں: جس کو اللہ تعالی کی طرف سے کوئی مال مل جائے تو اپنے رشتہ داروں کو بھی اس مال سے مدد کرنی چاہیے۔ ”فَمَن أتاه الله مالاً فليصل به قرابَته“[2]

قَالَ: يَا أَهْلَ الْقَرَابَةِ تَزَاوَرُوا وَ لَا تَتَجَاوَرُوا،وَ تَهَادَوْا فَإِنَّ الزِّيَارَةَ تَزِيدُ فِي الْمَوَدَّةِ وَ التَّجَاوُرَ ،يُحْدِثُ الْقَطِيعَةَ وَ الْهَدِيَّةَ تَسُلُ الشَّحْنَاءَه[3]

اے رشتہ دارو ایک دوسرے کا دیدار کیا کرو لیکن ہمسایہ نہ بنو، ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ دیدار سے دوستی میں اضافہ ہوتا ہے اور ہمسائیگی ممکن ہے تعلق کو توڑنے کا سبب بنے، تحفہ آدمی کے دل کو نرم کرتا ہے۔

---

[1]۔ سورہ إسراء، ۲٦۔

[2]۔ سید رضی، نہج البلاغہ، ترجمہ دشتی، خطبہ ۱۴۲۔

[3]۔ نوری، حسین بن محمد تقی، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج ۱۳؛ ص ۲۰۵۔

اگر رشتہ داروں میں سے کوئی گناہگار اور دینی مسائل کی نسبت بے توجہ ہو تو صرف ایک صورت میں اس سے رابطہ قطع کر سکتے ہیں جب یہ احتمال دیا جائے کہ اس طرح کرنے سے وہ گناہ کرنے سے اجتناب کرے گا۔[1]

نتیجہ

اس تحقیق کے نتیجے میں پتہ چلا کہ خداوند عالم نے اپنی عبادت کے علاوہ انسان کے لئے کچھ چیزوں کی انجام دہی پر اپنی کتاب میں بہت تاکید فرمائی ہے ان میں سے ایک صلہ رحمی ہے اور اسلامی منابع میں موجود روایات بھی اس کی اہمیت وضروت اور افادیت پر زور دیتی ہیں اور خداوند متعال نے رحم کو اپنے نام سے قرار دیا ہے جو صلہ رحمی کو قائم کرے گا اس کا تعلق خدا سے ہوگا اور جو صلح رحمی کو ترک کرے گا تو یہ اس کے لئے خدا سے دوری کا سبب ہے صلح رحمی کو ترک کرنے والے کو دائرہ اسلام سے بھی خارج کیا گیا ہے اس کو ملعون اور عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قرآنی اسلوب کے مطابق گزارے اور اپنی خاندانی زندگی میں صلح رحمی اخوت وبھائی چارے کو قائم کرے اور خلقت انسانی کا اصل ہدف ومقصد کمال ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے تمام حائل رکاوٹوں کو سب انسان مل کر اخوت وبھائی چارے کے ساتھ ایک جسم اور ایک جان ہو کر حل کر سکتے ہے اور صلہ رحمی کے ذریعے ہی سیسہ پلائی دیوار بن کر دشمن کو نابود اور تکامل کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور یہ ہر انسان کے لیے ضروی بلکہ اس کا فرض ہے کہ وہ صلہ رحمی کو ضرور باضرور انجام دے تفرقہ، دشمنی، فساد اور بغض وکینہ کو اپنے قریب نہ بھٹکنے دے اور اپنے گھر خاندان اور معاشرے کو خوشحال بنانے میں اہم کردار ادا کرے جو اس کے لئے بہت ہی اہم اور ضروری ہے۔

فہرست منابع

۱. القرآن مجید، مترجم: شیخ محسن علی نجفی لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ۔

[1] توضیح المسائل مراجع، ج ۲، ص ۲۷۷، س ۱۰۵۸۔

۲. ابن بابویہ، محمد بن علی، الخصال - قم، چاپ: اول، ۱۳۶۲ش۔

۳. ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون إخبار الرضا علیہ السلام - تہران، چاپ: اول، ۱۳۷۸ق۔

۴. ابن فارس، إحمد بن فارس، (محقق/ مصحح: ہارون، عبد السلام محمد)، معجم المقاییس اللغۃ، بیروت، دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع غلام

۵. انصاری، مرتضٰی، خاندان کے اخلاق وفرائض، بی جا ۱۴۳۰ھ،

۶. ابوالفضل، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: موسئسہ الاعلمی للمطبوعات، چ: ۲۰۰۵ء

۷. اصفہانی راغب، (مترجم محمد عبدہ فروز) مفردات القرآن، لاہور: اسلامی اکادمی، لاہور: شیخ شمس الاسلام الحق کشمیر بلاک اقبال ٹاؤن، بی تا۔

۸. اکبر دھقان، مترجم: محمد وزیر حسن، دُرہائے آبدار، مرکز فرہنگی درسہائی ازقرآن

۹. امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، مترجم: بدیع الزمان، برادر وحید الزمان، اسلامی کتب خانہ۔

۱۰. آبادی، طاہری خرم، صلۃ الرحم وقطیعتہا، مؤسسہ نشر اسلامی، ۱۴۰۷۔

۱۱. آمدی عبدالواحد محمد، غرر الحکم، چاپ دانشگاہ تہران، ح ۲۵۸۷۔

۱۲. آملیؒ، آیت اللہ جواد مترجم: سید ظفر حسین نقوی، مفاتح الحیات، لاہور: معراج کمپنی۔

۱۳. بستانی، فواد افرام، فرہنگ ابجدی، تہران: اسلامی، چ: ۱۳۷۵ء۔

۱۴. بلیاوی، ابوالفضل عبدالحفیظ،، مصباح اللغات، لاہور: مکبتہ خلل، ص ۵۰۸

۱۵. جوہری، اسماعیل بن حماد، بیروت: دار المعرفت چ: ۲۰۰۷۔

۱۶. پایندہ ابوالقاسم، نہج الفصاحہ، دار العلم، ۱۳۸۷ش۔

۱۷. تدوین: اسلامی تحقیقاتی مرکز، مترجم: معارف اسلام پبلشرز، آداب معاشرت، نشر: نور مطاف، ۱۴۲۴ھ، ق، چاپ: دوم

۱۸. توضیح المسائل مراجع، دفتر انتشارات اسلامی، قم، ج ۲۔

۱۹. جواد محدثی، مترجم: سید ظفر حسین نقوی، مجاہد حسین حر، گہر پارے، لاہور: معراج کمپنی، ۲۰۱۲۔

۲۰. حرانی، ابن شعبہ، حسن بن علی، تحف العقول - قم، چاپ: دوم، ۱۴۰۴، ۱۳۶۳ق۔

۲۱. خويي، ابوالقاسم، صراط النجاۃ فی إجوبۃ الإستفتاءات، تعلیقہ جواد تبریزی، نشر برگزیدہ، قم، ۱۳۷۴۔

۲۲. سید رضی، نہج البلاغہ، ترجمہ دشتی، قم، انتشارات امیر المومنین، ۱۳۸۴ش۔

۲۳. شیخ صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ، نشر صدوق، ۱۳۶۷ش۔
۲۴. شیخ محمد حسنین، اسلام اور اخلاقی اقدار، ۲۰۱۰ کراچی: پاک بک کارپوریشن، سٹار سینٹر، مین طارق روڈ pechs۔
۲۵. شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، ناصر، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، چاپ اول، ۱۳۷۴ش۔
۲۶. طاب ثراہ، آیۃ اللہ الشیخ عبد اللہ المامقانی: مترجم ذیشان حیدر جوادی، آئینۂ اخلاق، بی جا، ۲۰۰۹۔
۲۷. علی اکبر؛ دہخدا، لغت نامہ، موسسہ انتشارات و چاپ دانشگاہ تہران، چاپ اول، ۱۳۷۳ش۔
۲۸. فراہیدی، خلیل، کتاب العین، قم: نشر ہجرت، چاپ دوم، بی، تا۔
۲۹. قاسمی کیرانوی، وحید الزمان، (مترجم: عمید الزمان قاسمی کیرانوی) ، القاموس الوحید، لاہور: ادارہ اسلامیات، چ: جون ۲۰۰۱
۳۰. قدرت اللہ مشایخی مترجم: نثار احمد زین پوری، آئینہ حقوق، شرح رسالۃ الحقوق، لاہور معراج کمپنی ۲۰۱۴۔
۳۱. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ط- الاسلامیۃ، تہران ۱۴۰۷ق۔
۳۲. کنی قمی، آیت اللہ علامہ مہدوی، لاہور ادارہ منہاج الصالحین، ۲۰۰۸۔
۳۳. محمد تقی، مجلسی، بحار الانوار، بیروت، دار الوفاء، ۱۴۰۳ھ ق۔
۳۴. مطہری، مرتضیٰ، ابدی زندگی اور اُخروی زندگی، لاہور: شہد مطہری فانڈیشن، چ: ۲۰۱۴ء۔
۳۵. مولانا سید علی اکبر صداقت، پانچ سو داستان، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ۔
۳۶. مولوی فیروز الدینؒ، فیروز اللّغات، لاہور: فیروز سینز (پرائیویٹ) لیمٹڈ، بار اوّل ۲۰۰۵۔
۳۷. میریام وبستر، merrian - websters collegiate dictionary
۳۸. نگری، قاضی عبد النبی احمد، جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون الملقب بدستور العلماء، بیروت: بی جا، چ: ۱۹۷۵،
۳۹. نمازی، علی، مستدرک سفینۃ البحار، موسسہ نشر اسلامی، ۱۴۱۹ق۔
۴۰. نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل، مؤسسہ آل البیت: لاحیاء التراث، طبعۃ الاولی، قم، ۱۴۰۷ ق۔
۴۱. الحویزی، شیخ عبد علی، مترجم: محمد حسن جعفری، نور الثقلین، لاہور: ادارہ منہاج الصالحین ۲۰۱۲ء۔

۴۲. نجفی، آیت اللہ شیخ محمد حسین، فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ ۲۰۱۵ء۔

۴۳. شیخ محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳ء۔

۴۴. http://magazine.mohaddis.com/shumara/46-nov2009/1143-sila-rehmi-aor-islami-maashra#a8